ماسٹر تاج الدین انصاری

مرزا قادیانی نے جب لدھیانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا

جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیسے ہوا...... تاریخی حقائق

مالک حقیقی نے معلم الملکوت کو نافرمانی کے جرم میں جب راندۂ درگاہ ایزدی قرار دیا تو شانِ بے نیازی سے اس کی یہ درخواست بھی قبول فرمائی کہ وہ بندگانِ خدا کو بھٹکا سکتا ہے تو بیشک یہ بھی کر دیکھے اللہ کے نیک بندے شیطان لعین کے مقابلہ کے لئے کافی ہیں۔ روزِ اوّل سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ مالک کل ہر جگہ موجود ہے اور شیطان بھی آنکھ بچا کر اپنا اڈہ بنا ہی لیتا ہے۔ وہ انسانوں کو سبز باغ دکھا کر ہر آن گمراہ کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ نصف صدی سے کچھ اوپر کی بات ہے ہمارے ہاں لدھیانہ میں مرزا غلام احمد آنجہانی حکیم نور الدین کے ہمراہ محلہ جدید میں ایک شخص منشی احمد جان کے ہاں وارد ہوئے حکیم نور الدین منشی احمد جان کے داماد تھے۔ منشی احمد جان اس محلہ کے مشہور و معروف آدمیوں میں سے تھے۔ لدھیانہ ایک تاریخی شہر ہے یہاں کابل کے شہزادے جھجر کے نواب اور کشمیر کے مشہور خاندانوں کے لوگ آباد تھے۔ اکثر امراء کے مکانوں پر علمی مجلسیں ہوتیں غلام احمد تو معمولی قابلیت کے انسان تھے۔ مگر حکیم نور الدین جو خاصے پڑھے لکھے عالم تھے۔ مداریوں کی طرح غلام احمد کو لئے پھرتے تھے جن لوگوں نے حکیم نور الدین کے علمی مباحث سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ شخص کس قدر حاضر جواب اور علم مجلس کے زیور سے آراستہ و پیراستہ تھا۔ انہی دنوں جب یہ بیوپاری قافلہ پیری کا جال پھیلانے کی غرض سے لدھیانہ آیا ہوا تھا تحصیل جگراؤں میں ایک مجذوب کا عرس ہو رہا تھا۔ یہ مجذوب تھا تو مسلمان مگر سکھ چونکہ زیادہ عقیدت مند تھے اس لئے بہت جلد قریبی علاقے میں چرچا ہوا اور عرس میلے کی صورت اختیار کر گیا۔ اس مجذوب کا نام محکم دین تھا۔ جو دار فتگی کے عالم میں لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتا تھا یہ کلمہ تھا۔

"لا الہ الا اللہ محکم دین رسول اللہ"

یہ کفر صریح علاقہ بھر میں اس زور سے پھیلا اور نذریں نیاز اس قدر آنے لگیں کہ مجاوروں اور گدی نشینوں کے وارے نیارے ہو گئے۔ اس واقعہ نے غلام احمد اور نور الدین کو چوکنا کر دیا۔ شیطان جو روزِ اوّل سے بازی لگا کر میدان میں اتر چکا تھا کب چوکنے والا تھا۔ چپکے سے دونوں ہوس پرستوں کے کان میں پھونک ماری۔ دونوں نے بیٹھ کر گورمتا پکایا۔ مسودہ تیار ہو گیا ایک روز منشی جان محمد کی بیٹھک میں جو نئے محلے میں پیر جی کی مسجد کے بالکل قریب تھی۔ بیٹھے بیٹھے غلام احمد نے کہا کہ بھئی دوستو سنو مجھے ابھی ابھی الہام ہوا ہے

میرے رب نے مجھے کہا کہ تو نبی ہے۔ اگر اس الہام کو چھپاتا ہوں تو خود گنہگار ٹھہرایا جاؤں گا۔ اس لئے تمہارے سامنے اعلان کرتا ہوں۔

بغل میں بیٹھے ہوئے حکیم نور الدین نے جھٹ کہا کیا فرمایا آپ نے؟ غلام احمد نے کہا کہ بھئی مجھے ابھی ابھی الہام ہوا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ زور سے بسم اللہ کہتے ہوئے حکیم نور الدین نے پکارتے ہوئے گورمتا اور سکھائے ہوئے منتر کے مطابق دونوں ہاتھ غلام احمد کی طرف بڑھا دیئے اور کہا کہ بیعت کیجئے حضور ،اچانک یہ ہتھکنڈا اس خوبصورتی سے کھیلا گیا کہ حکیم صاحب کے خسر منشی احمد جان کے علاوہ صوفی عباس علی شاہ بھی چکر میں آگئے۔ تو چل اور میں چل در جن ڈیڑھ درجن مسلمان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پاس ہی محلہ صوفی پورہ میں حضرات علماء کرام کا مرکز تھا انہیں جب یہ خبر ہوئی کہ اس شیطان کے چیلے نے ارتداد پھیلانا شروع کیا ہے تو حضرات علماء کرام دلائل کے ہمراہ لٹھ بھی اٹھا لائے کہ اگر لاتوں کا بھوت باتوں سے نہ مانا تو خوب اچھی طرح خبر لی جائے گی زمانہ گذر گیا مدت کی بات ہے بچپن کا زمانہ تھا ابھی ہم جماعت اول میں قاعدہ لیئے بیٹھے تھے کہ باہر سڑک پر ایک ہنگامہ ہوا ارے بھئی کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ کسی فاطر العقل نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ مولوی صاحبان لٹھ لے کر بھیجا توڑنے کی فکر میں ہیں۔ ہم کچھ سمجھ نہ سکے۔ یہ ماجرا کیسا ہے؟ اور کیوں ایک پاگل کو مار دینے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ وقت گذرتا گیا۔ یہ چرچا محلہ جدید سے نکل کر گلی چنگلی میں بھی آپہنچا۔ رشتہ داریوں کی پیچ در پیچ راہوں سے نکل شیطان کے چیلے کو چل نکلنے کا میدان مل گیا۔ خواجہ احمد شاہ مرحوم اور میر احمد شاہ سکتر ہمارے ہاں کے دو مشہور بزرگ گزرے ہیں اول الذکر بہت بڑے رئیس اور زبردست پالیٹیشن تھے ثانی الذکر درویش منش انگریزی دان تھے۔ غلام احمد کا یہاں بھی آنا جانا تھا۔ خواجہ صاحب کی کوٹھی کے سامنے ایک محلہ آباد ہے یہاں ایک بھلیرن رہتی تھی۔ غلام احمد کی ان سے بھی یاد اللہ تھی۔ اس بھلیرن کا نام تھا "ماہو" بہت مشہور عورت تھی اور مرزا صاحب کی کرامتیں بتایا کرتی تھی۔ مرزا صاحب آنجہانی نے خوش ہو کر "ماہو" کو چار کرسیاں بھی خرید کر دی تھیں یہ تاریخی کرسیاں ماہو کے پاس اب تک موجود تھیں۔ ماہو بیچاری تقسیم ملک سے کچھ عرصہ پہلے فوت ہو چکی تھی۔ اب تو بہت عمر رسیدہ تھی مگر جن دنوں حضرت مرزا صاحب ماہو کے ہاں جایا کرتے تھے تو لوگ بلاوجہ بدگمانیاں کیا کرتے تھے۔ بہر حال لدھیانہ سے نبوتِ کاذبہ نے ایسا سر اٹھایا کہ انگریز کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں طوطی بولنے لگا۔

شعبدہ بازی کی تلاش

مولوی ولی محمد صاحب واچ مرچنٹ لدھیانہ کے مہاجران دنوں انار کلی کے پچھواڑے میں رہتے ہیں وہ اس بات کے عینی شاہد ہیں کہ ساڈھورہ کے ایک عامل مسمّی سید جلال شاہ کو غلام احمد آنجہانی نے کچھ شعبدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ بیٹھے بیٹھے اپنے ہاتھوں پر چادر پھیلا کر خالی تھالی کو زرو جواہرات سے بھر دیتا اور اسی

طرح غائب بھی کر دیتا تھا غلام احمد جس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا اس کمی کو سختی سے محسوس کر رہا تھا۔ اس قسم کے ہتھکنڈے اگر آ جائیں تو نبوت فرنٹیئر میل کی رفتار سے زیادہ تیز چل سکتی تھی۔ اس بیچارے عامل کو غلام احمد کے آدمیوں نے پکڑ لیا جہاں کہیں بھی جاتے اسے الگ کوٹھڑی میں بند رکھتے اور تقاضا یہ ہوتا کہ غلام احمد کو یہ فن سکھاؤ۔ بے چارہ عامل تنگ آ چکا تھا۔ مولوی ولی محمد صاحب کا بیان ہے کہ یہ خبر ان کے حلقہ میں پہنچی تو اس عامل کو اس لالچی کے پنجہ سے چھڑا کر ساڈھورہ کا ٹکٹ لے دیا اور گاڑی میں سوار کر کے لدھیانہ سے چلتا کر دیا۔ جن لوگوں نے یہ کچھ ہوتے دیکھا ہے ان سے مرزائیوں کے مبلغ بحث کرتے ہیں اور مناظرہ کی ٹھان لیتے ہیں۔ تو وہ حیرانی سے ان فریب خوردگانِ دجل کا منہ تکنے لگتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی سن لیجئے۔ کہ جب سید عباس علی شاہ مرحوم نے مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان کے پانچ سات سو مریدوں نے بھی غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس سے نبوتِ کاذبہ کا کام خوب چل نکلا۔ غلام احمد نے سید عباس علی شاہ کو

"السابقون الاولون۔"

کے لحاظ سے (نعوذ باللہ) صدیق اکبر کا خطاب دیا۔ مگر چند دنوں بعد جب عباس علی شاہ پر غلام احمد کے فریب و ریاکاری کا حال کھلا تو انھوں نے بیعت توڑتے ہوئے ایک پوسٹر شائع کیا اور لوگوں کو خبردار کیا۔ غلام احمد حسب عادت گالیاں بکنے لگے۔ جب انگریز نے سہارا دیا تو نبوتِ کاذبہ کو چار چاند لگ گئے۔ ابتدا وہ تھی۔ انتہا یہ ہے۔

دار البیعت

لدھیانہ میں وہ مکان آج تک موجود ہے جس میں غلام احمد نے نبوت کا اعلان کیا تھا اور حکیم نورالدین نے ڈرامہ کا پہلا پردہ اٹھایا تھا۔ طالب علمی کا زمانہ بھی کیا جستجو و تلاش کا زمانہ ہوتا ہے ہمارے بچپن کے ساتھی نئے محلہ میں جہاں مرزائیوں کا پہلا دار البیعت ہے رہتے تھے ہمیں اسی کوچہ میں گزر کر اپنے ہم مکتبوں کے گھر تک جانا ہوتا تھا۔ جیسے ہم کم علم تھے، ویسے ہی ہمارے ساتھی بھی تھے۔ ہم کیا جانیں۔ دار البیعت کسے کہتے ہیں؟ عربی رسم الخط تو یوں بھی ہمارے لئے معمہ تھا۔ چند شریر ہمراہیوں کے ساتھ ہم اس کوچۂ خاص سے گزر رہے تھے کہ دار البیعت پر نظر پڑی اسی کے نیچے کسی منچلے کاتب نے دار الخلاء بھی لکھ رکھا تھا۔ مسجد کے امام صاحب جو اس طرف سے گزرے تو ہمراہی انہیں گھیر کر کھڑے ہو گئے جی مولوی صاحب! جی مولوی صاحب یہ کیا لکھا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا دار البیعت، کیا معنی اس کے؟ مولوی صاحب نے فرمایا۔ بیعت لینے کی جگہ، پیر ماننے کی جگہ، ہمارے ایک شریر ساتھی نے کہا اور نیچے کیا لکھا ہے؟ مولوی صاحب فرمانے لگے کہ کسی شرارتی کاتب نے مرزائیوں کو چڑانے کے لئے یہ مذاق کیا ہے۔ تم بھاگو یہاں سے تمہیں ان قصوں

(بقیہ صـ۵۶ پر)